ہو تو کل پیداوار سے عشر ادا کرے۔ اگر زمیندار چھوٹی سطح کا ہو، اخراجات منہا کیے بغیر عشر دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اتنی پیداوار حاصل نہ کی ہو کہ آسانی سے اپنے اخراجات بھی پورے کر سکے اور کل پیداوار میں سے عشر بھی ادا کر سکے تو پھر اخراجات منہا کر کے باقی کا عشر نکال لے۔ یہ درمیانی راہ ہے جو قرآن پاک کی عمومی ہدایات اور عشر کے احکام دونوں سے مطابقت رکھتی ہے۔ عمومی ہدایت تو یہ ہے کہ زکوٰۃ اغنیا سے وصول کی جائے اور فقرا کو دی جائے اور عشر کا اصول یہ ہے کہ جو پیدا ہو اس میں سے عشر دیا جائے۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ پانی کے اخراجات کو تو شریعت نے اس طرح مستثنیٰ کر دیا ہے کہ دسویں کے بجائے بیسواں حصہ مقرر کر دیا ہے۔ پانی کے علاوہ باقی اخراجات کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔ لہٰذا اس میں دونوں پہلوؤں کی گنجایش ہے یعنی مستثنیٰ کرنے اور نہ کرنے کی۔ مستثنیٰ نہ کرنے کا پہلو ان لوگوں کے لیے مناسب ہو گا جو سرمایہ دار اور جاگیردار ہیں۔ ان پر اس سے کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ ادایگی کے بعد بھی وہ اپنا گزارہ خود کر سکیں گے اور دوسروں کے محتاج نہ ہوں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصدقة عن ظهر غنى، "صدقہ مال دار پشت سے ہے"۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اخراجات کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ یہ اس وقت ہو جب کہ زمیندار غریب ہو، صاحب استطاعت نہ ہو اور اخراجات کو منہا نہ کر کے بوجھ تلے دب جائے۔ اسے دوسروں کی طرف سوال کے لیے رجوع کرنا پڑے اور قرض اٹھانا پڑے۔ اس کی دلیل بھی مذکورہ حدیث ہے، الصدقة عن ظهر غنى — یہ چونکہ غنی نہیں ہے لہٰذا اس پر صدقہ نہ ہو گا۔ (مولانا عبدالمالک)

قرآن کی تعلیم اور جنس کے مسائل

س: بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں۔ دو سال پہلے خیال آیا کہ کیوں نہ اردو پر عبور رکھنے والے بچوں کو قرآن کا ترجمہ پڑھنے کی طرف راغب کیا جائے۔ یہ سلسلہ شروع ہو بھی گیا۔ تذکیر کے حوالے سے اور عمومی انداز فکر کی تشکیل کے حوالے سے، یہ بچوں کے لیے بڑی اہمیت کی حامل چیز ہے۔ اب خیال آیا ہے کہ قرآن میں دلائل و براہین کے سلسلے میں خاصے مقامات ایسے آتے ہیں جہاں ایسے معاملات کا تذکرہ ہوتا ہے جو سن بلوغت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۹ سے ۱۶ سال کی عمر تجسس اور زندگی کے حیوانی حقائق کے سلسلے میں پراگندہ خیالی کی ہوتی ہے۔ کیا ان آیات کے ذہنوں پر منفی اثرات نہیں پڑیں گے؟ پھر سوچتا ہوں کہ قرآن تو ہر جگہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اسے حضورؐ کے عہد سے متصل حضرت عمرؓ کے زمانے میں تراویح میں مکمل سنا جاتا رہا۔ صاف ظاہر ہے کہ بچوں کی شمولیت پر تراویح میں پابندی تو نہیں ہو گی۔ اب فرمایئے کہ مجھے کیا

کرنا چاہیے؟

ج: قرآن پاک میں جن معاملات کا سن بلوغت سے تعلق ہے، ان کو اس قدر وہ بچہ سمجھ سکتا ہے جس قدر بچے کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے اور جو ترجمے کو سمجھنے کی عمر کو پہنچ چکا ہو۔ قرآن پاک ایسی زبان استعمال نہیں کرتا جس کو سمجھنے کے لیے بلوغت ضروری ہو۔ جنس سے متعلق آیات میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کو پڑھنے سے بچوں پر منفی اثرات پڑتے ہوں۔ فلسفہ اور چیز ہے اور تجربہ دوسری چیز۔ تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ قرآن پاک کے پڑھنے سے منفی اثرات کبھی بھی نہیں پڑے۔ اس لیے قرآن پاک ہر عمر کے بچے کے سمجھنے کے لیے مناسب ہے۔ اس لیے آپ بچوں کو ترجمہ پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ (ع - م)

تنسیخ نکاح کا مسئلہ

س: ہمارے محلے کے لڑکے کا نکاح یہاں سے ستر کلومیٹر دور، اس کی خالہ زاد بہن کی بیٹی سے ہوا۔ نکاح کے علاوہ خیر سگالی کے طور پر کپڑے اور سامان خورد و نوش بھی لڑکی والوں کو دیا گیا۔ بعد ازاں لڑکی والوں نے وٹہ کے طور پر رشتہ اور خاصی رقم کا مطالبہ کر دیا۔ جب لڑکے والوں نے مطالبات پورے نہ کیے تو لڑکی کے والدین نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ قریبی عدالت میں، اس حالت میں دائر کر دیا کہ ابھی رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی۔ عدالت نے بذریعہ نوٹس لڑکے کو طلب کیا۔ لڑکا اس خیال سے عدالت میں نہ گیا کہ اس طرح تعلقات میں مزید خرابی آئے گی۔ اب پتا نہیں عدالت نے کیا دلیل قائم کی کہ تنسیخ نکاح کا فیصلہ سنا دیا اور لڑکی کسی اور جگہ بیاہ دی گئی۔ کیا واقعی نکاح منسوخ ہو گیا ہے یا عدالت کو معاملات پر غور کا موقع نہیں مل سکا؟ شریعت اسلامی بالخصوص فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

ج: نکاح کو فسخ کرنے کی شریعت میں شرائط ہیں۔ اگر کوئی عدالت ان کو نظر انداز کر کے نکاح فسخ کرے گی تو نکاح فسخ نہیں ہو گا۔ اس لیے ایسی صورت میں دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے شوہر سے طلاق حاصل کرنی چاہیے۔ لڑکے کو عدالت میں حاضری دینا چاہیے تھی۔ اس نے عام بلاوے پر حاضری نہیں دی تھی تو اسے وارنٹ کے ذریعے بلایا جانا چاہیے تھا اور جواب دعویٰ سننے کے بعد تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کی جانی چاہیے تھی۔ اب لڑکے کو چاہیے کہ بالائی مجاز عدالت میں اپیل دائر کرے، یا وفاقی شرعی عدالت میں جج کے فیصلے کو غیر شرعی قرار دینے کی درخواست دے۔ نیز ساری تفصیلی صورت حال لکھ کر اور جج صاحب کے فیصلے کی نقل کو اس کے ساتھ منسلک کر کے علما سے بھی استفسار کرے۔ واللہ اعلم! (ع - م)